کے بغیر کوئی علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح تعلق باللہ بغیر وسیلۂ شیخ قائم نہیں ہوسکتا پیر کامل کی صحبت کے بغیر تمام استعدادیں پوشیدہ رہتی ہیں۔"

اس سیرت کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مؤلف نے سرکار دوجہاں، باعث کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوتوں کو اجاگر کیا ہے اور اس انقلاب کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی تربیت کی بدولت عربوں کے دلوں کی دُنیا میں رونما ہوا۔ جس کے آگے مادی انقلاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو صرف فاتح عالم ہی نہیں بنا دیا بلکہ اللہ سے بھی ملا دیا اور یہ کام فتوحات سے بہت زیادہ مشکل ہے۔

تاکہ ناظرین کو اس کتاب کی افادیت کا کچھ اندازہ ہو سکے، ہم ذیل میں ایک طویل اقتباس درج کرتے ہیں:

روح اسلام تعلق باللہ اور محبت الٰہی

بقلم جناب مولانا مولوی حاجی فضل احمد صاحب نقشبندی مدظلہٗ

علم دین، دین کا جسم اور اس کا حسن ہے۔ روح اسلام تو کچھ اور ہے۔ روح اسلام محبت الٰہی اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے جس کیلئے علوم و فنون سے زیادہ تقویٰ طہارت کی ضرورت ہے۔ اور ذکر فکر کے ذریعے یہ روح اعظم پیدا ہوسکتی ہے اور سب سے زیادہ کامل مرشد کی ضرورت ہے جیسے اُستاد کے بغیر کوئی علم پڑھا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح تعلق باللہ بغیر وسیلہ شیخ کامل قائم نہیں ہوسکتا۔ کامل پیر کے بغیر تمام استعدادیں دبی کی دبی رہتی ہیں۔ اور معرفت الٰہی میں کوئی قدم نہیں اُٹھتا۔ لیکن جب ذکر و فکر سے اور کامل مرشد کی راہنمائی سے یہ روحِ اعظم پیدا ہوگئی۔ تو سب مشکلات حل ہوگئیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ محبت الٰہی اور تعلق باللہ کی روح جس قدر زیادہ طاقتور ہوگی۔ اسی قدر آسمان سے برکتیں نازل ہوں گی، اور اللہ تعالےٰ کی رحمتیں برسیں گی۔ جب اس روح اعظم کا حصول مقصود حیات نہ رہا اور صرف علوم و فنون کا خالی خولی جسم رہ گیا جو روح کے بغیر کیسے سلامت رہ سکتا ہے۔ تو اس کے قیام کا کیا فائدہ۔ زمین کا پانی بھاپ بن کر آسمان کی طرف نہ جائے تو باران رحمت کیسے برسے (گویا دنیوی اسباب بھی جاذب رحمت الٰہی ہیں)

بالکل اسی طرح اگر عبادت اور ذکر فکر اور محبت کے انوار قلوب کی گہرائیوں سے نورانی شعلے بن کر آسمان پر نہ جائیں، تو اللہ تعالےٰ کی امداد اور اس کی نصرت، اطمینان، عزت، کامرانی اور وقار کی صورت میں کیسے نازل ہو، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا جسم بھی بنانا تھا۔ اسے حسن کے زیور سے بھی آراستہ کرنا تھا۔ جسم اسلام اور اس کا حسن شریعت حقہ اور اس کے احکام ہیں، اور اس مقدس جسم میں جان بھی پیدا کرنا تھی' وہ روح تعلق باللہ۔ محبت خداوندی۔ اور معرفت الٰہی ہے،

سرور کائناتؐ کی روحانی تربیت کے جداگانہ نتائج،

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس نمونہ دکھا دکھا کر ہر قسم کے اہل کمال پیدا کئے، اور جس جس شخص میں جو جو استعداد تھی بروئے کار آئی۔ اسلام کا خوبصورت جسم ایمان و احسان کی روح سے آراستہ اور مکمل ہوا۔ ابوبکر صدیقؓ کا صدق و صفا اور اخلاص و محبت حضورؐ کی محبت میں ہر قسم کا ایثار اتباع رسول اللہ کا رنگ ایسا غالب ہوا کہ صحابہؓ نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو بہو نقشہ اسی یار غار میں دیکھا اور وصال سرورِ کونینؐ کے بعد متفقہ طور پر صدیق اکبرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند مبارک پر بٹھایا جس سے ظاہر شریعت کو دولت حسن ملی، اور باطن اسلام کو نورانیت ملی، طریقہ نقشبندیہ کی ابتداء حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوئی، اور یہ طریقہ تصوف تمام طرقؒ میں اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے، کیونکہ اس میں شریعت اور طریقت دونوں یکساں تربیت پاتے ہیں،

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق،
ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

حضرت عمرؓ ابن الخطاب نے عدل و انصاف اور شجاعت و تدبر کا میدان جیتا اور شرح صدر اور تعلق باللہ کی وہ بلندی پائی جو فاروق اعظمؓ کی شان کے شایان تھی۔ ظاہری تدبیر کے ساتھ ساتھ باطن کی نظریں سینکڑوں میل پر فوجوں کی رہنمائی کرتیں اور انہیں حوادث سے بچاتیں۔ ایران کی حدود میں جناب ساریہؓ کی کمان میں اسلامی فوج کفر کی فوج سے نبرد آزما ہے۔ دشمن نے جنگی چال چلی اور پہاڑی کی دوسری جانب سے مڑ کر بے خبری میں مسلمان فوج کے عقب پر حملہ کرنا چاہا۔ حضرت عمرؓ مدینہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، نگاہ مرد کامل نے بُعد مکان کے پردوں کو جلا دیا اور عین خطبہ جمعہ میں پکار اٹھے یَا سَارِیَةُ الْجَبَلْ اَلْجَبَلْ۔ جناب ساریہ اس مانوس آواز سے متنبہ ہوئے۔ پہاڑ کا جائزہ لیا اور دشمن کی چال سے واقف ہو کر ان کے دفیعے کا انتظام کیا۔

حضرت عثمانؓ بن عفان کا حیا اور حلم، راہِ خدا میں مال کی قربانی اور ظاہر و باطن کی بے شمار عالی صفات ایسی ہیں جن سے سرورِ کائناتؐ کے دربار میں اتنا قرب حاصل کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی، حضرت عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارت میں گئے ہوئے تھے، حضورؐ نے اپنے ہاتھ مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ فرمایا اور ان کی طرف سے بیعت لی۔ اور اپنی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے کر دی۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے تربیت سید الانبیاء سے ظاہر و باطن کے وہ مراتب حاصل کئے کہ اسد اللہ الغالب کہلائے اور طریقت میں مدینۃ العلم کے دروازے بنے۔

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (حدیث) میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں،

اور تصوف کے تین طریقوں قادری، چشتی، سہروردی کی نسبت آپ سے قائم ہوئی ہے۔

تربیت کے اور نتائج

حضور سید الانبیاء علیہ السّلام کی تربیت میں جو بھی آیا اُس نے اپنا درجہ اور مقام حاصل کر لیا۔ اس تربیت کا ایک حصّہ وہ ہے۔ جو اصحاب صُفّہ کو مِلا۔ صفّہ ایک چبوترا تھا۔ جو مسجد نبوی کے شمالی جانب بنایا گیا تھا۔ جو اب بھی روضہ مبارک کی شمالی جانب قائم ہے۔ اور اس پر ہر وقت تلاوت کلام اللہ شریف ہوتی رہتی ہے۔

بہت سے صحابہ کرام ایسے تھے۔ جن کا کام عبادت الٰہی اور خدمتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ہر وقت ذکر و فکر میں مصروف اور انوارِ الٰہی کے حصول میں مستغرق اور دیدارِ حبیبؐ خدا میں محو رہتے تھے،

کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی اُن کی

ان کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف رہتی رہی۔ اور جوشِ محبت میں بھرے ہوئے سینے سے کر یہ حضرات دعوت اسلام کے لئے مختلف قبائل میں تشریف لے جاتے رہے۔ غزوہ معونہ میں انہیں حضرات میں سے ستر آدمی اسلام سکھانے کے لئے بھیجے گئے۔ ان کی گذر اوقات سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات پر تھی۔ جب صدقات میں سے کوئی چیز دربار رسالت میں پیش ہوتی۔ تو وہ پوری کی پوری اُن کے پاس بھیج دی جاتی، اور یہ حضرات آپس میں بانٹ لیتے۔ اور اگر دعوت کا کھانا وغیرہ آتا تو حضور سرور دو عالم ان میں بیٹھ کر تناول فرماتے، بعض ان میں سے جنگل سے لکڑیاں لاتے اور بیچ کر اپنے بھائیوں کے لئے کھانا مہیا کرتے، ان کا لباس فقیرانہ، غذا درویشانہ، نہ ملنے پر بھی صابر و شاکر، کئی کئی دن فاقے بھی آجاتے۔ لیکن اس درویشی پر قانع اور صحبتِ حبیبِ خُدا کے ہمیشہ دلدادہ اور یہی ان کی روحانی غذا تھی، دُنیا سے کامل بے نیازی کے ساتھ اور پورے انقطاع کے ساتھ قرب خداوندی کی تلاش میں اور ذکر و فکر اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور خانقاہی نظام اسلام کے لئے سنگِ بُنیاد بن کر تزکیۂ نفس میں لگے رہتے،

صوفیائے کرام اور اُن کی مقدس خانقاہیں

صوفیائے کرام کا طرزِ زندگی عین سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ زندگی کا نمونہ ہے، اور خصوصاً اصحاب صُفّہ کے ساتھ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جو نوازشات تھیں اور جس طرح سے حضورؐ نے ان کو تربیت فرمایا تھا۔ بعینہٖ وہی نمونہ خانقاہ کی زندگی کا ہے۔ شیخ طریقت سرور دو عالم کی نیابت میں مربّی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اور درویشان خدا مست جو ملے اسی پر صابر شاکر رہ کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اور منازل قرب الٰہی طے کرتے ہیں، اور یہی مقدس خانقاہیں تھیں، جن کے فیض سے جنید بغدادیؒ، بایزید بسطامیؒ اور خواجہ اجمیریؒ اور مجدد الف ثانیؒ جیسی ہستیاں تربیت پا کر نکلیں اور یہی حضرات صوفیائے کرام ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا نمونہ ہیں، تسخیر قلوب کی جو قوت انبیاء علیہم السلام کے سینوں میں ودیعت کی جاتی تھی اور دین کی اشاعت میں زبانی اور کتابی تبلیغ سے ہزار ہا درجہ زیادہ حصّہ اس مخفی قوت کا ہے، بس اسی قوت خداداد سے حضرات صوفیائے کرام صرف ایک نظر کے فیض سے عمر بھر کے کفر کو دھو ڈالتے ہیں

اور فسق و فجور کی سیاہ گھٹائیں اُن کی ایک صحبت کے اثر سے ہمیشہ کے لئے صاف ہو جاتی ہیں ؎

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

سرورِ دو عالم اور تزکیۂ نفس

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک تعلیم کتاب، تزکیۂ نفس اور انوار حکمت کی جامع درسگاہ تھی،

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ؕ

اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں اپنا رسول انہی میں سے بھیجا جو اُن پر اللہ کی آیات کی تلاوت فرماتا ہے۔ اور ان کے نفسوں کو پاک کرتا ہے (ان کا تزکیۂ نفس فرماتا ہے) اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔

کتاب کی تعلیم کے لئے تو درس و تدریس کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے کتابیں بھی درکار ہیں اور علمی ماحول بھی، لیکن تزکیۂ نفس کے لئے سب سے مقدم مرشد کامل پھر ذکر و فکر اور تخلیے کی ضرورت ہے کیونکہ تزکیۂ نفس کا تعلق زیادہ تر خیال سے ہے اگرچہ اعمال بھی اپنی روحانیت سے اور اپنے نور سے تزکیہ کا سامان پیدا کرتے ہیں، تاہم خیال کی پاکیزگی اور افکار کی نظافت بلا واسطہ نفس کی تقدیس و تطہیر کرتی ہے۔ اور جب تک گندگیوں اور آلائشوں سے نفس پاک نہ ہو جائے۔ اسلام و ایمان مکمل نہیں ہو سکتے،

تاثیرِ صحبت

عمل اپنی خوبی اور بُرائی کے دوگونہ اثرات اپنے اندر رکھتا ہے، اور آہستہ یا بزودی ہمنشین کے اندر اپنے نفوذ سے اپنی ہی صورت پیدا کر دیتا ہے، گویا ہر اچھا اور بُرا عمل ایک تخم کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہ تخم صرف اپنے ہی نفس کی زمین میں پھلتا اور پھولتا ہے، بلکہ اس کا اثر ہمنشیں پر بھی ویسا ہی ہوتا ہے اگر کسی ہمنشیں کی نفسی قوتیں خیر و شر کے قبول میں پہلے سے مستعد ہوں، تو فوراً اثر کرتا ہے، اور اس کو اپنے جیسا بنا دیتا ہے

صحبتِ صالح ترا صالح کند،
صحبتِ طالح ترا طالح کند،

ترجمہ، ایک نیک عمل والے انسان کی صحبت تجھے نیک بخت بنا دے گی اور بُرے انسان کی صحبت تجھے بدنصیب بنا دے گی،

اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے مثالوں کی ضرورت نہیں، جمادات سے لے کر حیوانات تک میں تاثیر صحبت سے انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مٹی جیسی چیز پھولوں کے پاس بیٹھنے سے ان کی خوشبو اپنے اندر لے لیتی ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ:- ایک خوشبودار مٹی حمام میں مجھے ایک عزیز دوست نے دی، میں نے مٹی سے پوچھا اے مٹی آیا تو کستوری ہے یا عنبر؟ کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہوا جا رہا ہوں، وہ کہنے لگی میں تو صرف ایک حقیر مٹی ہی تھی۔ لیکن کچھ وقت پھولوں کی صحبت میں رہنا نصیب ہوا۔ ہمنشیں کے جمال نے اپنی تاثیروں سے مجھے معطر کر دیا، ورنہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں۔

تزکیۂ نفس اور صحبت کامل

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ایک ناقص قسم کے درخت کا پیوند ایک عمدہ قسم کے پھل دار درخت سے جوڑ دیا جاتا ہے پس کچھ عرصہ اسی خاموش تاثیر صحبت سے وہ ناقص ثمر کا پودا خوبصورت، شیریں اور خوشبودار پھل کا درخت بن جاتا ہے۔ حیوانات کی خوبو بھی تاثیر صحبت سے ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔

انسانی عمل کی تاثیر سے اس قسم کا عمل دوسرے انسان میں پیدا ہو جاتا ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بالکل اسی طرح خیال کی تاثیرات اپنے اچھے اور برے نتائج رکھتی ہیں۔ بلکہ ہمارے تمام اعمال ہمارے نفس کی لطیف صورتوں کا مظہر ہوتے ہیں، اگر نفس انسان متشکل ہو کر سامنے آئے تو اس کی صورت عمل کی صورت سے مل جائے۔

کسی نفس کو پاکیزہ بنانے کے لئے پاکیزہ نفس کے انعکاس کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے بغیر صرف اپنے عمل سے نفس میں لطافت اور پاکیزگی کا آنا دشوار ہے۔ محض اس حقیقت کو ایک ابہام کی صورت میں مولانا روم بیان فرماتے ہیں:

۱ یک زمانہ صحبتے با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
۲ گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی — چوں بہ صاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: ۱ صرف ایک ساعت ولی اللہ کی صحبت سو سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے۔
۲ اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر بھی ہو تو جب کامل کی صحبت کا فیض پائے گا۔ تو ہیرا بن جائے گا۔

تزکیۂ نفس کے اربعہ عناصر

اگرچہ تزکیۂ نفس پاکیزہ اور مصفا نفس کی ہم نشینی کی برکت سے خود بخود حاصل ہو جاتا ہے، تاہم اس کے لئے مربی کو توجہ

کرنے کی ضرورت ہے، اور مرید کا اخلاص، اُس کی محبت اور اس کی طلب جس قدر زیادہ ہوں گی۔ اسی قدر جلدی یہ دولت نصیب ہوگی۔ اور جب شرائط کی پابندی کے بعد یہ دولت ملتی ہے۔ تو پھر پائیدار رہتی ہے ؎

من کی دولت ہاتھ آتی ہے، تو پھر جاتی نہیں،
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن،

تاثیر صحبت کے دوسرے درجے پر ذکر کثیر ہے قرآن کریم میں ذکر کثیر کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے، کیونکہ اس کے بغیر انسانی نفس جلا نہیں پا سکتا، اور مہبطِ انوار الٰہی نہیں بن سکتا، آسمان سے اگر انوار الٰہی کو کوئی چیز کھینچنے والی ہے، تو وہ ذکر کثیر ہی ہے خلوت بھی اس فنِ شریف کے ارکان سے ہے، کہ اس کے بغیر یکسوئی پیدا نہیں ہوتی اور یکسوئی کے بغیر کوئی اہم مقصد علمی ہو خواہ عملی حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ نفسی انقلاب علمی اور عملی ہر قسم کے مقاصد سے کہیں زیادہ اہم ہے اور اسلام کے لئے مفید ترین بلکہ جانِ ایمان و اسلام یہی تزکیۂ نفس ہے پس اس کے لئے کامل مرشد، ذکر کثیر، خلوت و تنہائی اور طالبِ صادق کی بلند ہمت اربعہ عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں،

تزکیۂ نفس کے لئے خانقاہ کی اہمیت

علمی مراکز بے شک ذہنوں کو جلا دینے کا سب سامان رکھتے ہیں، لیکن تزکیۂ نفس کے لئے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں، تزکیۂ نفس کے لئے خانقاہ کی ضرورت ہے جہاں اس جوہر کو پانے کے لئے تمام ضروریات مہیا ہوتے ہیں اور تمام لوازمات موجود۔ جیسے مدرسہ میں حصولِ علم کے تمام لوازمات ہوتے ہیں،

افسوس کہ بعض علمی مرکزوں کو تزکیۂ نفس کی اہمیت سے تو انکار نہیں، لیکن اس کے حصول کے لئے اس نبوی طریقے پر غلط فہمیوں کی وجہ سے اعتراض ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ اصحاب صفہ کی تمام تر تربیت اِسی خانقاہی طریقے سے ہوئی اور تمام صحابہ کرام تزکیۂ نفس کی دولت سے مالا مال تھے،

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولوالعزمی، جامعیت اور بے پناہ نورانیت نے بعض صحابہ کرام (جن کی استعدادیں بے حد بلند تھیں) کی روحانی تربیت بہت تھوڑے وقت میں فرمائی اور اس تربیت میں علمی اور عملی جامعیت تھی۔ لیکن اس طریق تربیت کو سُنتِ نبوی نہ کہنا ایک ایسی حقیقت سے انکار ہے جس کے انکار سے ایمان اور احسان کی روح اپنے پر و بال جھاڑ کر پرواز سے محروم ہو جاتی ہے، اور یہی ایک ہی طریق تربیت یعنی توجہ اور لزوم صحبت تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے مخلصین کی تربیت روحانی میں استعمال فرمایا۔

تزکیۂ نفس کی اہمیت قرآن و سُنت سے ظاہر ہے اور اس کے بغیر ہر تبلیغ بے اثر اور جسم اسلام بے روح ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا تزکیۂ نفس بھی فرمایا۔ اور ان کو کتاب اللہ کا علم بھی سکھایا۔ تزکیۂ نفس کا نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے پناہ روحانی قوت اور شرحِ صدر کے خزانۂ غیب سے عطا فرمایا۔ اور تعلیم کتاب اللہ کے موتی علم لدنی کے بحرِ ذخار سے عنایت فرمائے اور ایسے سادہ طریق کار سے سب کچھ دیا کہ بے تکلف ہر طالب کو اپنے

مطلب کا گوہر گراں مایہ عطا ہوا نہ تزکیۂ نفس کے لئے کسی تکلف کی ضرورت محسوس ہوئی، نہ علم کتاب کے لئے کبھی تصنیع کر سامنے لائے۔

علوم و فنون کے شیدائی اسلام کے صرف ایک بازو کو قوت دینے کے لئے درسگاہیں قائم کریں، بہترین اسلامی اور بے نظیر کتب خانے بنائیں تو عین مصلحت، اور حصول علم کے لئے ہزاروں تکلفات پیدا کریں، جن کا ایک [illegible] سنت میں نہ ملے تو یہ اُن کی عین حکمت۔

لیکن اصحاب صفہ کی طرح درویشوں سے بھری ہوئی خانقاہ قائم کیجائے جسکی بنیاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور جس کا مقصد تزکیۂ نفس اور حصول معرفت الٰہی کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ تو یہ سنت نبوی، شیدایان علوم و فنون کے نزدیک خلاف سنت قرار پائے۔

یہ گہرے غور و فکر کا مقام ہے۔ اور اس علمی وسوسہ سے نجات روح کے لئے ایک تپ سے رہائی ہے۔

بقیہ شرح مثنوی مولانائے روم، صفحہ ۱۶ سے آگے

کرا سکتا ہے، پس وہ حکیم چونکہ عارف کامل اور ولی اللہ تھا۔ یعنی نائب حق تھا۔ اس لئے اگر اس نے خدا سے الہام پاکر اس زرگر کو قتل کر دیا۔ تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

(۶) ہمچو اسمٰعیلؑ پیشش سر بنہ — شاد و خنداں زیر تیغش جاں بدہ
(۷) تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہمچو جان پاک احمد با احد
(۸) عاشقاں جام فرح آنجا کشند — کہ بدست خویش خوباں شان کشند

پیشش کے شین کا مرجع خدا بھی ہو سکتا ہے۔ اور نائب خدا یعنی مرشد کامل بھی۔ مطلب یہ ہے کہ جب تجھے اولیاء اللہ کا نائب حق ہونا معلوم ہو گیا۔ تو تجھے چاہیئے کہ حضرت اسمٰعیل کی طرح ان کی تلقین و تعلیم کے سامنے سر جھکا دے۔ اگر شین کا مرجع خدا کو قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ اسمٰعیلؑ کی طرح خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکا دے۔ اور چونکہ مرشد کامل بھی خدا ہی کی مرضی کے سامنے سر جھکانے کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی ہے۔ جب شیخ کامل نائب حق ہے، تو "دست او دست خداست"

اسی مضمون کو مولانا نے دوسری جگہ یوں ادا کیا ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تجھے لازم ہے کہ مرشد کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور اس کے ارشاد کی تلوار کے سامنے ہنسی خوشی اپنی جان دیدے یعنی اُس کے بتائے ہوئے مجاہدات کی مدد سے نفس امارہ کو فنا کر دے تاکہ تجھے قرب خداوندی ابدی راحت اور اطمینان قلب نصیب ہو سکے جس طرح آنحضرت صلعم کو اللہ کی اطاعت کی بدولت یہ تمام نعما حاصل ہو گئیں اور عشاق کو تو حقیقی مسرت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب ان کے محبوب (بصیغۂ جمع) اپنے ہاتھ سے ان کو قتل کر دیں مطلب یہ ہے کہ طالبان حق اسی وقت مسرور ہوتے ہیں جب ان کے شیوخ انہیں مجاہدات کی تلقین کر کے ان کے نفسانی تقاضوں کو فنا کر دیتے ہیں۔